www.KitaboSunnat.com

فقہ و اجتہاد

حافظ عبداللہ، بہاولپور یونیورسٹی

امام بُخاری بحیثیتِ فقیہ

خالق ارض و سماء نے کائناتِ رنگ و بو میں مختلف خاصیتوں کے حامل انسان پیدا کئے ہیں اور ان میں مختلف درجات و طبقات کا سلسلہ قائم کر دیا۔ ان میں سب سے اعلیٰ درجہ انبیاء کرام علیہم السلام کو عطاء کیا اور ان میں امام الانبیاء اور افضل الانبیاء کے مقام پر ہمارے آقا و مولیٰ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو فائز کیا۔ آپ ﷺ کے بعد تقویٰ و تورع کے لحاظ سے آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرتبہ اس کائنات میں سب سے بڑھ کر ہے۔ ان کے بعد محدثین عظام اور علمائے کرام کا مرتبہ ہے جنہوں نے اپنے آپ کو دینِ حق کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف کر دیا اور وہ "ان العلماء ورثة الانبیاء" کے معیار پر پورے اترے۔

ان محدثینِ عظام اور علماءِ کرام کے گروہ میں بھی مختلف اوصاف کی بناء پر درجہ بندی ہے۔ ان میں سے بعض نے اپنے حافظے کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہونے کے سبب دینِ حق کے منبع علم یعنی قرآن و حدیث کو مکمل طور پر دوسروں تک پہنچانے کی انتہائی کوشش کی اور مسائل کے استنباط اور اجتہاد کی بہترین اہلیت و صلاحیت کے ساتھ امتِ مسلمہ کو فہمِ دین سے سرفراز کیا تاہم عدمِ فرصت کے سبب وہ تصنیف و تالیف کا کوئی کام نہ کر سکے۔

اور انہیں میں سے بعض ائمہ حدیث نے اپنے اعلیٰ درجہ کے حفظ و ضبط کے ساتھ درس و تدریس کا کام بھی کیا اور اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی گراں قدر سرمایۂ علم چھوڑ گئے جن کے مطالعہ سے ان کی اعلیٰ درجے کی فقاہت و اجتہاد سے امتِ مسلمہ مستفید ہو رہی ہے۔ پھر اس گروہ کے سرخیل کی حیثیت سے، امام المحدثین و المجتہدین کے لقب سے ملقب محمد بن اسماعیل البخاری اس میدان میں جلوہ فروز ہوئے جنہوں نے اپنی سولہ سال کی محنتِ شاقہ سے الجامع الصحیح لکھ کر امتِ مسلمہ پر ایک احسان عظیم کیا، جزاہ اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء

آپ نے اس کی تکمیل المسجد الحرام اور المسجد النبوی میں بیٹھ کر کی اور تکمیل کے بعد اسے اس دور کے معروف محدثین امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی وغیرہم کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اس کی تعریف و توصیف کی۔

"فاستحسنوہ وشھدوا لہ بالصحة الا اربعة احادیث"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تحسین کی اور اس کی صحت کی، سوائے چار احادیث کے، شہادت دی مگر امام العقیلی کہتے ہیں کہ ان میں بخاری کا قول صحیح ہے کہ یہ احادیث بھی صحیح ہیں۔ امام بخاری ہمہ جہت شخصیت تھے، تقویٰ و تورع میں سب سے بڑھ کر اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔ انہوں نے اپنی یہ کتاب لکھ کر جہاں امت پر ایک عظیم احسان کیا ہے، وہاں ان کی علمی و دینی ضرورت کو بھی پورا کیا ہے۔ یہ کتاب محض احادیث کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ فنی اعتبار سے فقاہت و اجتہاد کے میدان میں یہ اعلیٰ درجے کی تصنیف ہے۔ فقاہت یا فقہ کے لغوی معنی سمجھ بوجھ کے ہیں اور اصطلاح میں اس کا مطلب ہے دینِ حق کی باتوں کی پوری سمجھ بوجھ رکھنا اور وقت کے لحاظ سے درپیش مسائل کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں تلاش کرکے امت کے سامنے پیش کرنا۔

چنانچہ امام ترمذی کا قول ہے:

"لم ار بالعراق ولا بخراسان فی معنی العلل و التاریخ و معرفة الاسانید اعلم من محمد بن اسماعیل البخاری" میں نے عراق و خراسان میں علل الحدیث، تاریخِ حدیث اور معرفت اسانید میں محمد بن اسماعیل سے بڑھ کر عالم نہیں دیکھا۔

مسجد حرام میں بیٹھ کر امام صاحب نے اس کتاب کو جمع کیا اور لکھا جبکہ مسجد نبوی میں آپ نے اس کی تبویب کی (ھدی الساری)

ابراہیم الخواص کہتے ہیں:

"رایت ابا زرعۃ جالسا کالصبی بین یدی محمد بن اسماعیل یسالہ عن علل الحدیث

میں نے ابوزرعہ کو دیکھا ہے کہ وہ امام بخاری کے سامنے بچوں کی طرح بیٹھے علل الحدیث کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ عمرو بن زرارۃ اور محمد بن رافع امام بخاری کے پاس علل حدیث کے متعلق سوالات کررہے تھے۔ جب دونوں وہاں سے اٹھے تو انہوں نے حاضرین سے کہا:

"لاتخدعوا عن ابی عبداللہ فانہ افقہ منا واعلم وابصر"

تم ابو عبداللہ کے بارے میں دھوکے میں نہ رہنا کیونکہ وہ ہم سب سے زیادہ فقیہ، عالم اور صاحبِ بصیرت ہیں۔

امام بخاری کے استاد امام اسحاق بن راھویہ فرماتے ہیں۔

"اے اصحاب الحدیث کی جماعت تم اس نوجوان (البخاری) کو دیکھو اور اس سے لکھو، اگر وہ حسن بن ابی حسن بصری کے زمانے میں ہوتے تو وہ ان کی معرفتِ حدیث اور فقاہت کی وجہ سے ان کے محتاج ہوتے"

"خراسان نے تین آدمی پیدا کئے ہیں، ابوزرعہ رازی (رَی) ہیں محمد بن اسماعیل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البخاری، بخارا میں اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن (سمرقند) میں۔ لیکن میرے نزدیک ان میں محمد بن اسماعیل، سب سے زیادہ عالم، فقیہ اور صاحب بصیرت ہیں۔

یعقوب بن ابراہیم الدورقی اور نعیم بن حماد خزاعی کہتے ہیں:

محمد بن اسماعیل فقیہ ہذہ الامۃ (اس امت کے فقیہ محمد بن اسماعیل ہیں)

حافظ سلیم بن مجاہد فرماتے ہیں:

"ما رایت بعینی ستین سنہ أفقہ ولا أورع ولا أزھد من محمد بن اسماعیل"

میں نے ساٹھ سال میں اپنی آنکھوں سے محمد بن اسماعیل البخاری سے زیادہ فقیہ، زیادہ متورّع اور زیادہ پرہیزگار نہیں دیکھا۔

"اشتھر فی قول جمع من الفضلاء: فقہ البخاری فی تراجمہ

فاضل لوگوں کی ایک جماعت کا قول مشہور ہے۔ بخاری کی فقہ اس کے تراجم (ابواب) میں ہے

محمد بن بشار (جو بندار کے لقب سے مشہور ہیں) فرماتے ہیں:

"محمد بن اسماعیل افقہ خلق اللہ فی زماننا"

محمد بن اسماعیل البخاری، ہمارے زمانے میں تمام مخلوق سے زیادہ فقیہ ہیں۔

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں میں بصرہ میں موجود تھا کہ محمد بن اسماعیل البخاری کی آمد کی خبر پہنچی تو محمد بن بشار نے سن کر فرمایا:

"قدم الیوم سید الفقہاء"

یعنی آج فقہاء کے سردار تشریف لائے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے احادیث سے استنباطِ احکام و مسائل کا کام کیا۔ کیونکہ محدثین عظام محض احادیث کو اکٹھا کرنے والے یا جامع الروایات ہی نہ تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کرام کی طرح اجتہاد و فقاہت سے مسائل کا حل تلاش کرکے امت کے لئے آسانی پیدا کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ سے کئی مواقع پر قرآنی وحی کے علاوہ اجتہاد کے واقعات روایات میں ملتے ہیں جیسا کہ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ ﷺ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی مگر وہ اسے پورا کئے بغیر فوت ہوگئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں، آپ نے فرمایا، ہاں۔ تو اس کی طرف سے حج کرلے، اور اس کی دلیل دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: اگر تمہاری ماں کے ذمہ کوئی قرض

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا تو تم ہی اسے ادا کرتی۔

غور فرمایئے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ جواب قیاس پر مبنی ہے کیونکہ آپ نے قرض پر حج کو قیاس فرمایا۔ پس یہی قیاس ہی اجتہاد ہے۔

اسی طرح امام صاحب نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فتح مکہ کے روز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کی حرمت، عزت و احترام فرض قرار دی ہے اور مجھ سے پہلے یا بعد کسی کے لئے بھی اس کی حرمت کے خلاف کسی کام کی اجازت نہیں دی لیکن میرے لیے ایک دن کے کچھ وقت کے لئے اس کی حرمت کو حلت میں تبدیل کردیا (یعنی فتح مکہ کے روز جنگ کا دورانیہ) لہٰذا نہ اس کے جنگل میں سے کچھ اکھاڑا جائے نہ اس کا کوئی درخت کاٹا جائے اور نہ اس کے کسی شکار کو ڈرایا (پکڑا) جائے اور نہ اس کی کوئی گری ہوئی چیز کو اٹھایا جائے سوائے اس شخص کے جو اس چیز کے مالک کو اس کی خبر دینے والا ہو۔

حضرت عباسؓ عرض کرتے ہیں، یارسول اللہ ﷺ اِذخر کے سوا (یعنی اذخر کاٹنے کی اجازت دے دیجئے، جو ایک خوشبودار گھاس ہے) کیونکہ یہ ہمارے گھروں اور دوسرے کاموں میں استعمال ہوتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا ہاں اس کو مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔

دیکھئے، آپ نے وحی کے نزول کے بغیر اذخر کاٹنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ بس یہی آپ کا اجتہاد ہے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو بوقت ضرورت اجتہاد کی اجازت و ترغیب دی تھی۔

جیساکہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ نے جب انہیں یمن کا عامل مقرر کیا تو ان سے دریافت فرمایا کہ اے معاذ تم فیصلے کس طرح کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ اولاً میں اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن پاک) کو پیش نظر رکھوں گا پھر حدیثِ نبوی سے رہنمائی لوں گا اور اگر دونوں میں مجھے وضاحت نہ مل سکی تو ان دونوں کی روشنی میں قیاس (اجتہاد) کروں گا۔

نبی اکرم ﷺ کے بعد خلفاءِ راشدین خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کے فرمان (ترکت فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا ابدا، کتاب الله و سنتی) (میں تم میں جو چھوڑے جارہا ہوں اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے یعنی اللہ کی کتاب اور میری سنت) کے مطابق انہی اصولوں کو مدنظر رکھ کر اجتہادی فیصلے کرتا۔

محدثین عظام رحمہم اللہ نے بھی اسی طرح ان اصولوں کے پیش نظر اجتہاد کیا، صحیح بخاری کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے فقیہ و مجتہد تھے۔ ان کے نام کے ساتھ مالکی یا حنبلی یا شافعی کی نسبت محض اس لئے ہے کہ یہ سب حضرات امام بخاری کے اساتذہ میں سے تھے۔

ابو زید المروزی نے خواب میں دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ انہیں فرمارہے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مالك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس تركت كتابي"
تجھے کیا ہوا کہ تو نے میری کتاب چھوڑ رکھی ہے اور محمد بن ادریس کی فقہ میں مشغول ہو گیا ہے۔
اس نے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کی کون سی کتاب ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا "صحیح بخاری"
امام بخاریؒ کسی خاص مذہب کے پیروکار نہ تھے کیونکہ آج کل کے اصطلاحی معنی میں مذہب موجود نہ تھے جیساکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:
"چوتھی صدی ہجری سے قبل لوگ کسی خاص ایک مذہب کی تقلید خالص پر اکٹھے نہیں ہوتے تھے" (۱)

اس لئے امام صاحب احادیث سے احکام و مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ خواہ وہ کسی مذہب اور کسی رائے کے خلاف ہو، وہ اس طرح کہ کسی ایک مسئلہ کے حل کے لئے باب کے نام سے ایک عنوان تجویز کرتے ہیں پھر اس کی وضاحت میں صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال بیان فرماتے ہیں یا فقہاء صحابہ اور تابعین کی رائے بیان کرتے ہیں۔ پھر حدیث سے اس کی تائید کرتے ہیں تاکہ مسئلے کی اصل صورت لوگوں کے سامنے آجائے اور مختلف اہل علم فقہاء کی رائے بھی معلوم ہو جائے جیسے کتاب الوضوء میں باب "لايجوز الوضوء بالنبيذ ولابالمسكر" میں فرماتے ہیں، وكرهه الحسن وابوالعالية وقال عطاء التيمم أحب الي من الوضوء بالنبيذ واللبن حضرت حسن بصری اور ابوالعالیہ نے نبیذ اور شراب وغیرہ سے وضوء کو مکروہ سمجھا ہے جبکہ حضرت عطاء فرماتے ہیں۔ نبیذ یا دودھ سے وضوء کرنے کی نسبت تیمم کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔
پھر اس کے بعد امام صاحب حدیث رسول "وقال كل شراب أسكر فحرام" بیان کرکے، صاف پانی کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ وضوء کے عدم جواز کا نتیجہ نکالتے ہیں۔ (۲)
چنانچہ صاحب فیض الباری نے بھی اس عدم جواز پر اجماع ثابت کیا ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام طحاوی کا اس میں رجوع ثابت کیا ہے۔ (۳) اسی طرح کتاب الذبائح والصید میں باب "صید المعراض" میں حضرت عبداللہ بن عمر، سالم، القاسم، مجاہد، ابراہیم اور حسن بصری رحمہم اللہ کے اقوال نقل کئے ہیں پھر عدی بن حاتم سے حدیث رسول بیان کرتے ہیں:

قال اذا اصبت بحده فكل واذا اصاب بعرضه فقتل فانه وقيذ فلا تاكل (۴)

بیان کرکے ان فقہاء کے اقوال کی تائید کی ہے۔ بعض اوقات امام صاحب کسی ایک حدیث کو مکرر بیان کرکے اپنی فقاہت کی ایک اور دلیل مہیا کرتے ہیں کیونکہ تکرار حدیث سے ان کا مقصد مزید کسی مسئلہ کا استنباط کرنا ہوتا ہے اور یہ امام صاحب کی ایسی خوبی ہے جس میں دوسرا کوئی شریک نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیساکہ باب "رثاء النبی ﷺ سعد بن خولۃ" میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے ایک لمبی حدیث بیان کی ہے جس میں ہے "کان رسول اللہ ﷺ یعودنی عام حجۃ الوداع من وجع اشتدبی..... لکن البائس سعد بن خولۃ یرثی لہ رسول اللہ ﷺ ان مات بمکۃ" (۵)

باب کے عنوان کے مطابق تو اس حدیث سے یہ مفہوم واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت سعدؓ کی وفات پر اظہار افسوس کیا مگر امام صاحب کے اجتہاد و فقاہت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے مختلف ابواب بنا کر حضرت سعد کی اس حدیث سے کئی اور مسائل ثابت کئے ہیں۔ جیسے۔

(۱) باب ماجاء ان الاعمال بالنیۃ والحسبۃ ولکل امرئٍ مانوی، و قال اللہ تعالی "قُل کل یعمل علی شاکلتہ" علی نیتہ و نفقۃ الرجل علی أھلہ یحتسبھا صدقۃ (۶) اس عنوان کے تحت اسی حدیث سے امام صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر کسی شوہر نے اپنے بیوی بچوں کو اپنے رزقِ حلال سے ایک لقمہ بھی ثواب کی نیت سے کھلایا تو یہ صدقہ ہے اور اس کا اجر اللہ تعالی سے پائے گا۔

(۲) باب ان یترک ورثتہ اغنیاء خیر من ان یتکففوا الناس (۷) میں حدیث لا کر یہ ثابت کیا ہے کہ اگر والدین اپنے ورثا کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑیں گے کہ وہ لوگوں کے محتاج نہ ہوں تو یہ بھی صدقہ ہے اور اللہ تعالی سے اس کا اَجر ملے گا۔

(۳) باب فضل النفقۃ علی الاھل (۸) ایک نئے عنوان سے اہل و عیال پر خرچ کرنے کی فضیلت بیان کی ہے۔

(۴) باب وضع الید علی المریض (۹) میں مریض پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر دعائے صحت کا ثبوت دیا ہے۔ جیساکہ آپ نے حضرت سعد کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "اللّٰھم اشفِ سعدًا"

(۵) باب قول المریض انی وجع أو وارأساہ او اشتدبی الوجع (۱۰) میں یہ ثابت کیا ہے کہ مریض اپنی تکلیف کا اظہار کر سکتا ہے۔

(۶) باب الدعاء برفع الوباء والوجع (۱۱) میں مریض کے لئے دعا کا ثبوت دیا ہے۔

(۷) باب میراث البنات (۱۲) میں بیٹیوں کے لئے میراث میں حصہ ثابت کیا ہے۔

اسی طرح امام بخاریؒ نے "باب عظۃ الامام النساء و تعلیمھن" میں حضرت عبداللہ بن عباس کی یہ روایت بیان کی ہے:

"ان رسول اللہ ﷺ خرج ومعہ بلال فظن انہ لم یسمع فوعظھن وامرھن بالصدقۃ فجعلت المراۃ تلقی القرط والخاتم و بلال یأخذ فی طرف ثوبہ (۱۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (نماز عید) کے لئے نکلے اور آپ کے ساتھ حضرت بلال تھے۔ آپ نے سمجھا کہ عورتوں نے آپ کا وعظ نہیں سنا اس لئے آپ عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ فرمایا اور صدقہ کا حکم دیا تو عورتیں صدقہ میں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں دینے لگیں اور حضرت بلالؓ انہیں اپنے کپڑے میں ڈالنے لگے۔

چنانچہ امام صاحب نے حضرت ابن عباس کی یہ حدیث مختلف ابواب میں بیان کرکے کئی دوسرے مختلف مسائل بھی ثابت کئے ہیں۔ جیسے

۱) باب "وضوء الصبیان و متی یجب علیهم الغسل والطهور و حضورهم الجماعة والعیدین والجنائز وصفوفهم"[14] (بچوں کے وضو کا بیان اور یہ کہ ان پر غسل اور پاکیزگی کب واجب ہوتی ہے۔ ان کا جماعت، عیدین، جنازہ اور صفوں میں شامل ہونے کا بیان) اس باب میں امام صاحب نے حضرت ابن عباسؓ کی دو حدیثیں بیان کرکے مذکورہ بالا تمام مسائل کا ثبوت مہیا کیا ہے۔

۲) باب الخطبة بعد العید[15] اسی عنوان کے تحت اس حدیث سے ثابت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے خلفاء عید کی نماز کے بعد خطبہ دیا کرتے تھے۔

۳) باب العلم بالمصلّی[16] اس عنوان سے مذکورہ حدیث کے ذریعے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مصلّی کی پہچان کے لئے کسی دیوار کا بنانا یا پتھر یا کسی اور چیز کا نصب کردینا جائز ہے۔

۴) باب موعظة الامام النساء یوم العید[17] اس عنوان کو بھی مذکورہ حدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔

۵) باب خروج الصبیان الی المصلّی[18] ایک بار پھر اس حدیث سے اس نئے عنوان کے ساتھ عید گاہ میں بچوں کے جانے کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔

۶) باب الصلوة قبل العید و بعدها[19] یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نماز عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نفلی نماز مسنون نہیں ہے۔

۷) باب التحریض علی الصدقة و الشفاعة فیها[20] عورتوں کو صدقہ کی رغبت دلانے اور اس بارے میں سفارش کا بیان۔

۸) باب العرض فی الزکوة[21] زکوۃ میں نقدی کے علاوہ زیورات یا کوئی سامان بھی دیا جاسکتا ہے جیساکہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہے کہ عورتوں نے آپ کے صدقہ کی دعوت پر اپنی بالیاں اور ہار پیش کئے۔

۹) باب والذین لم یبلغوا الحلم: بچوں کے عید گاہ یا مساجد جانے اور بڑوں کے ساتھ نماز میں شامل ہونے کے مسئلے کو اس عنوان سے مذکورہ حدیث کے ساتھ ثابت کیا ہے۔[22]

۱۰) باب الخاتم للنساء[23] اس میں عورتوں کے لئے انگوٹھیاں پہننے کا ثبوت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱) باب القلائد والسخاب للنساء میں سونے یا چاندی کے لاکٹ یا ہار عورتوں کے لئے پہننے کا جواز ہے۔[۲۴]

۱۲) باب القرط للنساء[۲۵] میں عورتوں کے لئے بالیاں پہننے کے جواز کی دلیل بتائی ہے۔

اسی طرح امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت " من حلف علی یمین صبر یقطع بھا مال امرئ مسلم" جو کوئی قسم اٹھا کر کسی مسلمان آدمی کا مال ہڑپ کرے، کو مختلف ابواب کے تحت بیان کرکے مختلف احکام اخذ کئے ہیں۔ جیسے:

۱) باب کلام الخصوم بعضھم فی بعض[۲۶] میں یہ سلسلہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی جھگڑے میں مدعی سے دلیل لی جائے یا مدعیٰ علیہ سے قسم۔

۲) باب اذا اختلف الراھن والمرتھن و نحوہ فالبیّنة علی المدّعی والیمین علی المدعی علیہ[۲۷] عنوان نیا ہے اور مسئلہ مذکورہ بالا ہے تاہم اس میں راہن و مرتھن کا بھی ذکر ہے اور نحوہ سے مراد کہ اس قسم کا کوئی بھی نزاع ہو، دلیل مدعی سے اور قسم مدعی علیہ سے لی جائے۔

۳) باب سؤال الحاکم المدعی، ھل لک بینة قبل الیمین[۲۸] اس میں یہ معلوم ہوا کہ حاکم قسم لینے سے پہلے مدعی سے دلیل مانگے۔

۴) باب الیمین علی المدعی علیہ فی الاموال والحدود ایک نئے انداز سے امام صاحب نے اسی مسئلہ کو بیان کیا ہے کہ اموال و حدود کے معاملات میں بھی مدعا علیہ سے قسم لی جائے بشرطیکہ مدعی دلیل نہ دے سکے۔[۲۹]

۵) باب یحلف المدّعی علیہ حیثما وجبت علیہ الیمین ولا یصرف من موضع الی غیرہ[۳۰] بالکل ایک نیا عنوان ہے اور اس مسئلہ کی وضاحت ہوگئی کہ مدعا علیہ پر جہاں قسم واجب ہوتی ہو وہیں اس سے لینی چاہیے اور اسے کسی دوسری جگہ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

۶) باب قول اللہ تعالی (إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا)[۳۱] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس حدیث کے مفہوم کی آیتِ قرآنی سے تائید کرتے ہوئے امام صاحب نے یہ بتانا چاہا ہے کہ دنیا کے چند سکوں کی خاطر عہد سے منحرف ہونے والوں اور جھوٹی قسمیں اُٹھانے والوں کو قیامت کے روز نہایت برے انجام اور سخت سزا سے دوچار ہونا ہوگا۔

۷) امام صاحب نے مندرجہ بالا آیت کتابُ التفسیر میں بھی پیش کی ہے اور اس کے تحت حضرت عبداللہ بن مسعود کی اسی حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ مدعی سے یوں پوچھا جاسکتا ہے کہ آیا اس کے پاس کوئی دلیل ہے یا مدعا علیہ سے قسم لے لی جائے۔[۳۲]

۸) کتاب الایمان والنذور باب عھد اللہ عز وجل کے عنوان سے بھی اسی حدیث کو بیان کرکے مسئلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت کیا ہے۔(۳۳)

۹) کتاب الاحکام میں باب الحکم فی البسر ونحوہ کے عنوان سے بھی اسی حدیث کو مختلف الفاظ سے بیان کر کے پھر مذکورہ بالا مسئلہ ثابت کیا ہے۔(۳۴)

۱۰) کتاب الردعلی الجھمیہ وغیر ھم التوحید میں باب قول اللہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھاناظرۃ (۳۵) کے عنوان سے پھر اسی (۳۶) حدیث کو بیان کیا گیا۔

چنانچہ یہ کہنا ایک حقیقت ہے کہ محدثین فقہاء اور اہل الرائے فقہاء میں بنیادی فرق ہی یہ ہے کہ محدثین قرآن حکیم اور احادیثِ رسول اللہ ﷺ کو مدنظر رکھ کر مسائل کے حل کے لئے اجتہاد واستنباط کرتے ہیں جبکہ اہل الرائے محض اپنے مشائخ کے اقوال کو سامنے رکھ کر استنباط کرتے ہیں۔ جیساکہ شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ میں اس موضوع پر یہ لکھا ہے:

> "خدا غارت کرے مذہبی تعصب کو جس کے ہاتھوں امام بخاری کی فقاہت کو ہدف تنقید بنایا گیا اور اس قسم کے الزام لگائے گئے جو محض تعصب کا شاخسانہ ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ حجۃ اللہ البالغۃ۔ ۱/ ۱۵۲، باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ وبعدھا۔ ـــــ ۲۔ الجامع الصحیح۔ ۱/ ۳۸ ـــــ ۳۔ فیض الباری۔ ۱/ ۳۴۰ ـــــ ۴۔ بخاری شریف۔ ۲/ ۸۲۳ ـــــ ۵۔ بخاری شریف۔ ۱/ ۱۷۳ ـــــ ۶۔ بخاری شریف۔ ۱/ ۱۳ ـــــ ۷۔ بخاری شریف۔ ۱/ ۳۸۲، ۳۸۳ ـــــ ۸۔ بخاری شریف۔ ۲/ ۸۰۵، ۸۰۶ ـــــ ۹۔ بخاری شریف۔ ۲/ ۸۴۵ ـــــ ۱۰۔ بخاری شریف۔ ۲/ ۸۴۶ ـــــ ۱۱۔ ایضاً۔ ۲/ ۹۴۳ ـــــ ۱۲۔ بخاری شریف۔ ۲/ ۹۹۷ ـــــ ۱۳۔ ایضاً۔ ۱/ ۲۰ ـــــ ۱۴۔ ایضاً۔ ۱/ ۱۱۸ ـــــ ۱۵۔ ایضاً۔ ۱/ ۱۳۱ ـــــ ۱۶۔ ایضاً۔ ۱/ ۱۳۳ ـــــ ۱۷۔ ایضاً۔ ۱/ ۱۳۳ ـــــ ۱۸۔ ایضاً۔ ۱/ ۱۳۳ ـــــ ۱۹۔ ایضاً۔ ۱/ ۱۳۵ ـــــ ۲۰۔ ایضاً۔ ۱/ ۱۹۲ ـــــ ۲۱۔ ایضاً۔ ۱/ ۱۹۴ ـــــ ۲۲۔ بخاری شریف ۲/ ۷۸۹ ـــــ ۲۳۔ ایضاً۔ ۲/ ۸۷۳ ـــــ ۲۴۔ بخاری شریف۔ ۲/ ۸۷۳، ۸۷۴ ـــــ ۲۵۔ ایضاً۔ ۱/ ۸۷۴ ـــــ ۲۶۔ ایضاً۔ ۱/ ۳۲۶ ـــــ ۲۷۔ ایضاً۔ ۱/ ۳۴۲ ـــــ ۲۸۔ ایضاً۔ ۱/ ۳۶۶ ـــــ ۲۹۔ بخاری شریف۔ ۱/ ۳۶۶ ـــــ ۳۰۔ ایضاً۔ ۱/ ۳۶۷ ـــــ ۳۱۔ ایضاً۔ ۱/ ۳۶۷ ـــــ ۳۲۔ ایضاً۔ ۲/ ۶۵۲ ـــــ ۳۳۔ بخاری شریف۔ ۲/ ۹۸۵ ـــــ ۳۴۔ ایضاً۔ ۲/ ۱۰۶۵ ـــــ ۳۵۔ ایضاً۔ ۲/ ۱۱۰۵ ـــــ ۳۶۔ بخاری شریف۔ ۲/ ۱۱۰۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ